بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

تحریکِ اتحاد ملک میں اصلاحِ معاشرہ کی تحریک چلا رہی ہے۔ اصلاحِ معاشرہ ایک ایسا بنیادی اور اہم فریضہ ہے جس کی طرف قیامِ پاکستان کے پہلے ہی دن توجہ دینی چاہئے تھی، مگر افسوس کہ ہم نے اسلام کا نام تو بہت زور شور سے استعمال کیا مگر نظامِ اسلام کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے اور اس کے لئے فضا اور ماحول کو ہم آہنگ کرنے سے غفلت کو شعار بنائے رکھا حالانکہ اصلاحِ معاشرہ اور دعوت الی المعروف اور نہی عن المنکر کا کام کوئی وقتی اور ہنگامی نہیں بلکہ اس امت کے خیر الامم ہونے کی مابہ الامتیاز ذمہ داری تھی۔ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ——— اس طرح امتِ محمدیہ کا امۃً وسطاً کہلانے کی وجہ بھی یہی ہے، کہ یہ شہداء علی الناس ہے — یعنی ساری بنی نوعِ انسانیت کیلئے۔ قولی و عملی اور انفرادی واجتماعی زندگی کے ذریعہ حق و صداقت اور خیر و بھلائی کی گواہ ثابت ہوگی۔ یہ شہادت علی الحق کا کام جتنی اہمیت کا متقاضی تھا۔ اتنا ہی ہم نے اسے گریز، غفلت اور فرار و نسیان کا مستحق ٹھہرا دیا۔ نتیجہ عظیم اخلاقی تباہی، معاشرتی بحران معاشی اضطراب اور دینی زوال و اضمحلال کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اسلام تعمیرِ انسانیت کے لئے اندرونی انقلاب برپا کرتا ہے۔ جب زمین اندر سے تیار نہ ہو تو وہ ہرگز برگ و بار نہیں لاسکتی، تزکیہ نفس، تطہیرِ اخلاق اور اندرونی احساس و شعور جب تک پیدا نہیں ہوگا نہ تو قانون کے آہنی شکنجوں سے انسان کی حیوانی صفات کا بے لگام گھوڑا قابو میں آئے گا نہ طبقاتی تفاوت کے ختم کرنے کے نام پر سوشلزم، کمیونزم کے خوشنما ناموں سے انسان انسان بنے گا۔ نہ مغربی تہذیب کی چمک دمک انسان کے قلب و ذہن کو منور کرسکے گی۔ اس وقت جبکہ طویل غفلت کیشی کے بعد اصلاحِ معاشرہ کے کام کو توجہ دی گئی ہے۔ تو ضرورت ہے کہ اس اہم فریضۂ امت اور فرضِ منصبی کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر منضبط کیا جائے۔

مثال کے طور پر معاشرہ خواہشاتِ نفس، ذنوب و آثام کے ساتھ ساتھ شادی بیاہ، مرگ و غم کے جاہلانہ ناقابلِ برداشت رسم و رواج کے آہنی بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے۔ قتل و قتال اور بغض و عداوت کا عفریت کئی کئی نسلوں تک سوہانِ روح بنا رہتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر ہر شہر اور دیہات کے علماء، صلحاء، معززین و شرفاء اجتماعی طور پر اصلاحی کمیٹیاں تشکیل دیں اور اسے اپنے زیرِ اثر حلقوں اور علاقوں میں اصلاحِ رسومات اور صلح ذات البین کا ذریعہ بنادیں اور اخلاص و للّٰہیت۔ درد و سوز، منت و سماجت، ترغیب و ترہیب کے ذریعہ ظلم و ستم اور عرف و رواج کی چکیوں میں پستے ہوئے انسانوں کی عافیت کا سامان پیدا کردیں اور جو بھی جماعتیں اسلام کی دعویدار یا علمبردار ہیں سب کی سب اپنے سیاسی اور جماعتی کاموں میں اصلاحِ معاشرہ کے کام کو بنیادی جگہ دیدیں۔

★